دار الافتاء

حضرت مولانا پیر محمد یعقوب صاحب ہاشمی
شیخ الحدیث جامعہ علوم اثریہ

اعتکاف صرف مسجد کے ساتھ مخصوص ہے!

جناب ماسٹر بشیر احمد شاد علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں:

"کیا عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری ہے یا وہ گھر میں بھی اعتکاف کر سکتی ہے؟ —— وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں!"

جواب بعون اللہ الوھاب:

اعتکاف، لغۃً: "لزوم الشئ وحبس النفس علیہ" یعنی "کسی چیز کو لازم پکڑنے اور اپنے نفس کو اس پر محبوس کرنے" کا نام ہے۔

اور شرعاً: "المقام فی المسجد من شخص مخصوص علی صفۃ مخصوصۃ" یعنی "کسی انسان کے صفتِ مخصوصہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھنے کا نام اعتکاف ہے۔"

جبکہ حکم کے اعتبار سے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"ولیس بواجب اجماعًا الاّ علی من نذر۔"

(فتح الباری، جلد رابع، کتاب الاعتکاف ص ۳۷۱)

یعنی اجماعاً اس کا حکم وجوب پر مبنی نہیں، ہاں اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی ہو تو نذر پوری ہونے پر اس کے لیے اس کی ادائیگی واجب ہے۔

احناف کے نزدیک بھی اگر اعتکاف مبنی بر نذر ہو تو واجب، اور اگر "العشر الاواخر من رمضان" سے متعلق ہو تو سنّتِ مؤکدہ، ورنہ مستحب ہے (فتح القدیر ج ۲ ص ۳۸۹ مطبوعہ دار الفکر، بیروت، لبنان)

مولانا شمس الحق فرماتے ہیں:

"وقد اجمع المسلمون علی استحبابہ وانہ لیس بواجب وعلی انہ متاکد فی العشر الاواخر من رمضان"

(عون المعبود جلد سابع ص ۱۳۳ ، مطبوعہ دار الفکر لبنان)

یعنی مسلمانوں کا اس کے استحباب پر اجماع ہے، نیز اس پر کہ وہ واجب نہیں، ہاں رمضان کے آخری عشرہ میں سنّتِ مؤکدہ ہے۔

اس وضاحت کے بعد اللہ رب العزت کے فرمان "وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ" (البقرۃ : ۱۸۷) نیز امام بخاریؒ کے ترجمۃ الباب "الاعتکاف فی العشر الاواخر والاعتکاف فی المساجد کلّھا" (صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف) سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کا تعلق مسجد سے ہے اور یہ مسجد ہی میں ہو سکتا ہے۔ گو آیت مذکورہ میں صیغہ جمع مذکر کا ہے، لیکن عورتیں اپنے مخصوص مسائل کے علاوہ دیگر مسائل واحکام میں مردوں کے ساتھ برابر کی شریک ہیں ——— ورنہ تو انہیں بہت سے احکام سے مستثنیٰ قرار دینا پڑے گا جو قطعاً غلط ہوگا!

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :

"اتفق العلماء علی مشروطیۃ المسجد للاعتکاف الّا محمّد بن عمر بن لبابۃ المالکی فاجازہ فی کلّ مکان، واجاز الحنفیۃ للمرأۃ ان تعتکف فی مسجد بیتھا وھو المکان المعد للصّلوٰۃ فیہ۔ وفیہ قول للشّافعی قدیم، وفی وجہ لاصحابہ وللمالکیۃ یجوز للرّجال والنّساء لانّ التّطوع فی البیوت افضل، وذھب ابو حنیفۃ واحمد الی اختصاصہ بالمساجد الّتی تقام فیہ الصّلوٰت" (فتح الباری جلد رابع، کتاب الاعتکاف ص۲۷۱)

یعنی اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اعتکاف کے لیے مسجد شرط ہے اور یہ مسجد ہی میں ہو سکتا ہے۔ ہاں محمد بن عمر بن لبابہ مالکی ہر جگہ پر اعتکاف کے جواز کے قائل ہیں، خواہ مسجد ہو یا غیر مسجد، مرد ہو یا عورت۔ احناف کے خیال میں عورت کو گھر کی مسجد میں اعتکاف بیٹھنا چاہیے۔ امام شافعیؒ کا بھی ایک قدیم قول یہی ہے۔ اور دوسرے قول کے مطابق امام شافعیؒ کے بعض اصحاب اور مالکیہ کے ہاں عورتوں اور مردوں کے

لیے گھر کی مسجد میں اعتکاف درست ہے، کیونکہ اعتکاف ایک نفلی عبادت ہے اور نفلی عبادت گھر ہی میں افضل ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اعتکاف کو ایسی مسجد کے ساتھ مخصوص قرار دیتے ہیں جس میں نماز با جماعت ادا ہوتی ہو۔"

امام ابو یوسفؒ کا بھی یہی خیال ہے کہ ایسا اعتکاف جو واجب ہو، وہ تو ایسی مسجد کے ساتھ مخصوص ہے جس میں نماز باجماعت ہوتی ہو اور نفلی اعتکاف ہر مسجد میں ہو سکتا ہے۔

بہر حال امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اعتکاف کے لیے مسجد ضروری ہے، جیسے عام اہلِ علم کا مسلک ہے —— بخلاف تمام احناف کے، جن کے ہاں عورت کے لیے گھر کی مسجد ضروری ہے۔

امام زہریؒ اعتکاف کو جامع مسجد سے مشروط قرار دیتے ہیں، جبکہ حضرت حذیفہؓ بن الیمان مساجدِ ثلاثہ (بیت الحرام، مسجدِ اقصیٰ اور مسجدِ نبوی) سے اسے مخصوص قرار دیتے ہیں۔ امام عطاءؒ حرمین شریفین سے، جب کہ ابن المسیبؒ حرمِ مدنی سے اس کی تخصیص کے قائل ہیں۔

ابن الہمامؒ فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

"ولو اعتکفت فی الجامع او فی مسجد وھو افضل من الجامع فی حقھا جاز"

(فتح القدیر ج ۲ ص ۲۹۴، مطبوعہ دار الفکر، لبنان)

یعنی اگر عورت جامع مسجد یا اپنے قبیلہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھے تو جائز ہے۔ ہاں قبیلہ کی مسجد اس کے لیے قریب ہونے کے باعث بہتر ہے۔

شرح وقایہ کے حاشیہ میں مولانا عبدالحیؒ عورت کے گھر کی مسجد میں اعتکاف کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"فلو اعتکفت فی مسجد جماعۃ فی خباء ضرب لھا فیہ لا بأس بہ لثبوت ذالک من ازواج النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم فی عھدہ کما ثبت فی صحیح البخاری" (شرح الوقایۃ ج ۱ ص ۲۲۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

"اگر عورت کسی ایسی مسجد میں خیمہ لگا کر اعتکاف بیٹھے، جس میں نماز باجماعت ادا ہوتی ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

عہدِ مبارک میں آپؐ کی ازواج مطہراتؓ کے طرزِ عمل سے ملتا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔"

ذیل کی روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف بیٹھنے سے کوئی امر مانع نہیں:

"عن عائشة (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) انّ النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم کان یعتکف عشر الاواخر من رمضان حتیٰ قبضه الله، ثمّ اعتکف ازواجه من بعده۔" (ابوداؤد، کتاب الاعتکاف)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اپنی وفات تک اعتکاف کرتے رہے، پھر آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہراتؓ نے اعتکاف کیا۔"

اس روایت کے آخری جملہ "ثمّ اعتکف ازواجه من بعده" کے ضمن میں شارح فرماتے ہیں:

"فیه دلیل انّ النّساء کالرّجال فی الاعتکاف، وقد کان علیه السلام اذن لبعضهنّ، وامّا انکاره علیهنّ بعد الاذن کما فی حدیث الصّحیح فلمعنیً اٰخر، فقیل خوف ان یکن غیر مخلصات فی الاعتکاف بل اردن القرب منه لغیرتهنّ علیه، او ذهاب المقصود من الاعتکاف بکونهنّ معه فی المعتکف او لتضییقهنّ المسجد باخبیتهنّ۔" (عون المعبود ج ص ۳۴۲ مطبوعہ لبنان)

یعنی اس میں یہ دلیل ہے کہ عورتیں بھی اعتکاف میں مردوں کا سا حکم رکھتی ہیں (اگر مردوں کے لیے حکم مسجد میں ہے تو عورتوں کے لیے بھی مسجد ہی میں ہوگا) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بعض ازواج مطہراتؓ کو مسجد میں اعتکاف کی اجازت مرحمت فرمائی تھی —— رہا اجازت دینے کے بعد انکار، تو یہ کسی دوسری علت پر مبنی ہوگا، مثلاً:

۱۔ اعتکاف کی حالت میں بھی آپؐ کے قرب کو چاہنا، جس سے عدمِ اخلاص للاعتکاف کا خدشہ ہو سکتا تھا۔

۲۔ آپؐ کے معتکف کے قریب ہونے سے اعتکاف کے مقصد کا فوت ہو جانا۔
۳۔ یا ازواج مطہراتؓ کے خیموں سے مسجد میں نمازیوں کے لیے جگہ کا تنگ ہو جانا۔"
امام شوکانیؒ نے بھی نیل الاوطار (جلد ۴ صفحہ ۲۶۵ میں) یہی علل بیان فرمائے ہیں۔
حنابلہ کا نظریہ یہ ہے کہ:

"ولا یصحّ الاعتکاف الّا فی مسجد یجتمع فیہ، الّا المرأۃ لھا الاعتکاف فی کلّ مسجد الّا مسجد بیتھا" (الانصاف، جزء ثالث ص ۳۶۴، مطبوعہ احیاء التّراث العربی، بیروت لبنان)

یعنی جامع مسجد کے علاوہ اعتکاف درست نہیں، ہاں عورت گھر کی مسجد کے علاوہ ہر مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے۔

امام مالکؒ عورت کے اعتکاف کے بارے میں فرماتے ہیں:

"انّھا اذا اعتکفت ثمّ حاضت فی اعتکافھا انّھا ترجع الی بیتھا فاذا طھرت رجعت الی المسجد" (مؤطا امام مالکؒ ص ۲۶۷ مطبوعہ نور محمد کراچی)

"یعنی اعتکاف کی حالت میں جب عورت کو حیض شروع ہو جائے تو وہ گھر چلی جائے اور جب حیض سے پاک ہو جائے تو اعتکاف کے لیے (دوبارہ) مسجد میں آجاتے۔"

"ترجع الی بیتھا" اور "رجعت الی المسجد" کے الفاظ واضح طور پر یہ بتلا رہے ہیں کہ ان کے نزدیک گھر میں عورت کے اعتکاف کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس کا اصل مقام مسجد ہی ہے ——— مسجد ہی میں اعتکاف بیٹھی، عارضہ کی بناء پر گھر چلی گئی اور پھر اعتکاف کے لیے دوبارہ مسجد ہی میں آئی ——— فافھم و تدبّر!

قاضی ابو ولید ابن رشد فرماتے ہیں:

"واما سبب اختلافھم فی اعتکاف المرأۃ فمعارضۃ القیاس ایضاً للاثر، وذالک انّہ ثبت انّ حفصۃ وعائشۃ وزینب ازواج النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم استأذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاعتکاف فی المسجد فاذن لھنّ حین ضربن اخبیتھنّ فیہ، فکان ھذا الاثر دلیلاً علیٰ جواز الاعتکاف المرأۃ فی المسجد۔

واما القیاس المعارض لھذا فھو قیاس الاعتکاف علی الصلوٰۃ، و ذالک انہ لما کانت صلوٰۃ المرأۃ فی بیتھا افضل منھا فی المسجد علی ماجاء فی وجب ان یکون الاعتکاف فی بیتھا افضل۔"

(بدایۃ المجتھد ج ا ص ۲۳۹ ،مطبوعہ فاران اکیڈمی لاہور)

یعنی "عورت کے اعتکاف کے سلسلہ میں اختلاف کا سبب حدیث اور قیاس میں تعارض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ میں سے حضرت حفصہؓ، حضرت عائشہؓ، اور حضرت زینبؓ نے آپؐ سے مسجد میں اعتکاف کے لیے اجازت مانگی تھی اور آپؐ نے یہ اجازت دے دی تھی، حتیٰ کہ ان کے خیمے مسجد میں لگوائے گئے۔ اس حدیث میں عورت کے مسجد میں اعتکاف کے جواز کی دلیل ہے۔ اور جہاں تک اس کے معارض قیاس کا تعلق ہے، تو یہ اعتکاف کا نماز پر قیاس ہے۔ یعنی اگر عورت کی نماز گھر میں بہ نسبت مسجد کے افضل ہے تو اس کا اعتکاف بھی گھر میں افضل ہوگا۔"

جبکہ حدیث کے بارے ان کا کہنا کچھ یوں ہے کہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے اکیلی نہیں!

لیکن اس کا جواب واضح ہے کہ صریح حدیث کے مقابلہ میں بھلا قیاس کی کیا حیثیت ہے؟ —— اس میں شک نہیں کہ عورت کی نماز گھر میں بہ نسبت مسجد کے افضل ہے، لیکن اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو عیدگاہ کی طرف نکلنے کا خصوصی حکم فرمایا۔ بات واضح ہے کہ حدیث کو قیاس کی بھینٹ قطعاً نہیں چڑھایا جائے گا۔

رہی بات حدیث کے سلسلہ میں ان کے اس نقطۂ نظر کی کہ مسجد میں وہ خاوند کے ساتھ اعتکاف کر سکتی ہے، اکیلی نہیں —— تو ہم کہتے ہیں کہ خاوند کے ساتھ بیوی کا اعتکاف اگر مسجد میں درست ہے تو اکیلے بھی درست ہے۔ کیونکہ ابو داؤد کی مائی صاحبہ سے ایک روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں:

"ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ۔"

یعنی آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہراتؓ اعتکاف بیٹھتی رہیں، اور ظاہر ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف اکیلی بیٹھا کرتی تھیں۔ کیونکہ ان کے خیمے مسجد سے اکھاڑنے پر آپؐ نے ان سے یہ نہیں فرمایا کہ عورت مسجد میں اعتکاف نہیں بیٹھ سکتی۔ اگر عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف ممنوع ہوتا تو

انہیں روکنے کا یہ ایک زرّیں موقع تھا۔

ـــــ لیکن اس کی بجائے آپؐ نے انہیں باقاعدہ مسجد میں اعتکاف کی اجازت دی، جس سے یہ معلوم ہوا کہ عورت کے لیے بھی مسجد ہی میں اعتکاف ضروری ہے ـــــ رہا بعد میں خیمے اکھڑوا دینا، تو اس کی وجہ اوپر گزر چکی ہے۔ ابوداؤد کی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری روایت اس بارے بالکل واضح ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہیں:

"ولا اعتكاف الّا بصوم ولا اعتكاف الّا فی مسجد جامع"۔

(ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۴۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

یعنی "روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں، اور نہ ہی جامع مسجد کے بغیر کہیں اعتکاف کیا جا سکتا ہے"۔

گو امام ابوداؤدؒ نے اس روایت کو مائی صاحبہ کا قول قرار دیا ہے، تاہم یہ قول آپؐ ہی سے مروی ایک دوسری حدیث، نیز قرآنِ مجید اور نافع کی بیان کردہ ایک روایت کے مطابق ہے۔

حدیثِ نافع کے الفاظ یوں ہیں:

"قال نافع وقد ارانی عبد اللہ المكان الّذی كان يعتكف فيه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد"۔ (ابوداؤد، جلد اوّل، ص۲۴۰)

یعنی حضرت عبد اللہ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں وہ مقام دکھایا جہاں آپؐ اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔

جبکہ مائی صاحبہ بیان فرماتی ہیں:

"اعتكفت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم امرأة من ازواجه مستحاضة فكانت ترى الحمرة والصفرة فربما وضعنا الطّست تحتها وهی تصلّی"۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۳، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کمپنی)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کی ازواج مطہراتؓ میں سے ایک مستحاضہ عورت نے اعتکاف کیا۔

پیچھے گزر چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف مسجد میں بیٹھتے، لہٰذا آپؐ کی معیت میں یہ صاحبہ جو اعتکاف بیٹھیں، ظاہر ہے وہ بھی مسجد ہی میں بیٹھیں۔

ادھر قرآنِ مجید میں "وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ" کے الفاظ انتہائی واضح ہیں۔

علامہ قرطبی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"اجمع العلماء انّ الاعتکاف لایکون الاّ فی مسجد لقول اللہ تعالیٰ "فی المساجد"۔" (تفسیر قرطبی، جزء ثانی ص ۳۳۳، مطبوعہ دار الکتب المصریہ)

یعنی اہلِ علم کے نزدیک متفقہ طور پر اعتکاف کا مقام مسجد ہے، مسجد کے بغیر اعتکاف نہیں۔ کیونکہ قرآنِ مجید میں "فی المساجد" (مسجدوں میں) کے الفاظ موجود ہیں۔

امام شوکانیؒ بھی یہی کچھ فرماتے ہیں :

"وقد وقع الاجماع علیٰ انہٗ لیس بواجب وعلیٰ انہٗ لایکون الاّ فی المسجد۔" (فتح القدیر، جزء اوّل ص ۱۸۶، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ اعتکاف واجب نہیں۔ اور اس پر بھی اجماع ہے کہ یہ صرف مسجد ہی میں ہو سکتا ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں :

"وھٰذا الّذی ذکرناہ من اختصاصہ بالمسجد وانّہ لایصحّ فی غیرہٖ ھومذھب مالک والشّافعی واحمد وداؤد والجمھور سواء الرّجل والمرأۃ۔" (نووی شرح مسلم، ج ا ص ۳۷۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

یعنی مرد و عورت دونوں کا اعتکاف مسجد کے ساتھ مخصوص ہے، جس کے بغیر اعتکاف صحیح نہیں۔ اور یہی مسلک امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، داؤدؒ اور جمہور کا ہے۔

علامہ بدر الدین عینیؒ مائی صاحبہ کی اس روایت، جس میں بعض امہات المؤمنین کے مسجد میں بالاجازت خیموں کے لگوانے اور اکھاڑنے کا ذکر موجود ہے، کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"وفیہ انّ المسجد شرط للاعتکاف، لانّ النّساء شرع لھنّ الاحتجاب فی البیوت فلو لم یکن المسجد شرطًا ما وقع ما ذکر من الاذن والمنع۔" (عمدۃ القاری جزء ۹، ص ۲۲۵، طبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

یعنی مسجد اعتکاف کے لیے شرط ہے۔ اگر مسجد شرط نہ ہوتی تو پھر آپؐ کا امہات المؤمنین کو اجازت دینا اور بعدہٗ منع کرنا بے معنی ہوتا۔ اس اجازت اور منع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف میں عورتوں کے لیے بھی مسجد مشروط ہے، ورنہ اجازت لینے اور دینے کی ضرورت ہی

کیا تھی؟

امام ابنِ حزمؒ فرماتے ہیں :

" الاعتکاف هو الاقامة فی المسجد بنیّة التقرّب الی الله تعالیٰ "

(محلّی ابن حزم، کتاب الاعتکاف، جلد ثالث صفحہ ۴۱۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

یعنی اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

اس کے بعد امام عطاءؒ کا قول نقل کرتے ہیں :

" قال عطاء هو اعتکاف ما مکث فیه، وان جلس فی المسجد احتساب الخیر فهو معتکف والّا فلا۔ "

یعنی ثواب کی نیت سے مسجد میں بیٹھنے کا نام اعتکاف ہے، اور ایسا شخص معتکف ہے۔ ورنہ یہ اعتکاف نہیں، اور نہ ہی وہ معتکف ہے!

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں :

" اقول، مفهوم الاعتکاف الشّرعی هو اللّبث فی المسجد، فلا توجد هٰذه الماهیة الّا بذالك۔ " (سیل الجرّار، جزء ثانی ص ۱۲۶، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

یعنی میں کہتا ہوں، شرعی اعتکاف کا مفہوم مسجد میں ٹھہرنا ہے، جس کے بغیر یہ مفہوم نہیں پایا جا سکتا۔

لہٰذا ذیل کے دلائل اور اقوالِ ائمہ سے جو چیز واضح طور پر سامنے آتی ہے، وہ یہ ہے کہ مسجد کے بغیر اعتکاف نہیں :

۱۔ قرآنِ مجید کا فرمان : " وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ۔ "

۲۔ حدیثِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا : " انّ النّبیّ صلّی الله علیه وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتّٰی قبضه الله، ثم اعتکف ازواجه من بعده۔ "

۳۔ ایضاً : " کان رسول الله صلی الله علیه وسلّم یعتکف فی کلّ رمضان وفیه فاستأذنته عائشة ان تعتکف فاذن لها فضربت فیه قبّة فسمعت بها حفصة وسمعت بها زینب فضربت قبّة اخرٰی۔ " (صحیح بخاری، جلد اوّل ص ۲۷۳، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

گو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علل مذکورہ کے پیشِ نظر خیمے اکھڑوا دیے، لیکن امہات المؤمنین کے اجازت طلب کرنے اور آپؐ کے اجازت دینے سے یہ تو ثابت ہوا کہ اعتکاف کا مقام مسجد ہے، ورنہ حجرات کو چھوڑ کر مسجد میں خیمے آخر کیوں لگوائے گئے ؟

۴۔ امام ابوداؤدؒ کی روایت کے یہ الفاظ : " ولا اعتکاف الّا بصوم ولا اعتکاف الّا فی مسجد جامع "۔

۵۔ امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مستحاضہ کے بارے روایت : " اعتکفت مع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم امرأۃ من ازواجہ مستحاضۃ۔ الخ " !

۶۔ نیز ائمہ و مفسرین کے مذکورہ اقوال، جن میں اعتکاف کے لیے مسجد کو مشروط قرار دیا گیا ہے۔

۷۔ اور خود امام ابوحنیفہؒ نیز ان کے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ کا اعتکاف میں مسجد کو مشروط قرار دینا۔

۸۔ علاوہ ازیں احناف میں سے علامہ عینیؒ شارح بخاری اور مولانا عبدالحیؒ کا اعتکاف کے لیے مسجد کو مشروط وافضل قرار دینا۔

یہ وہ مواد ہے، جس کی بنیاد پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ معتکف کا مقام خواہ مرد ہو یا عورت، مسجد ہی ہے۔ اس کے بغیر اعتکاف، اعتکاف نہیں !

قارئینِ کرام سے خصوصی گزارش ہے کہ :

- ترسیلِ زر یا خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
- اگر آپ نئے ممبر بنے ہیں تو اس کی وضاحت فرما دیں ——

—— انتہائی نوازش ہو گی، ورنہ تعمیلِ ڈاک میں سخت دقت پیش آتی اور بلاوجہ تاخیر ہوتی ہے —— شکریہ !

(مینجر)